رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷
REGD. No P. 67

۲ نبوت ۱۳۴۶ ھش | ۲۸ رجب ۱۳۸۷ھ | ۲ نومبر ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۳۱ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۶ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔
الحمد للہ۔

• ــــ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

• ــــ سلسلہ وار تعلیمی جلسہ مورخہ ۲۷/۱۰/۶۷ بعد نماز عشاء زیر صدارت حضرت بھائی اللہ دین صاحب (صحابی) منعقد ہوا۔ جس میں مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی۔ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر۔ محترم مولوی شبیر احمد صاحب ناصر نے تقریریں کیں۔

جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

اِس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے

مَیں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اِس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے۔

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۷۶ واں جلسہ سالانہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۶۷ء منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں اب تھوڑے روز باقی ہیں احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے مرکز سلسلہ میں پہونچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ جلسہ جس قدر اہمیت رکھتا ہے اس کے متعلق مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت ساتھ لاویں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی"۔

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ اور اُن کو اجرِ عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دے۔ اور ان کے ہم و غم دُور فرماوے۔ اور اُن کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے۔ جن پر اُس کا فضل اور رحم ہے۔ اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد اُن کا خلیفہ ہو۔

اے خدا اے ذو المجد و العطا اور رحیم اور مشکلکشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۲ر نومبر ۱۹۶۷ء

مذہب دل کی صفائی کرتا اور نوعِ انسان میں عالمگیر اخوت قائم کرتا ہے!!

—— (۱) ——

یہ ایک تجربہ شدہ امر ہے کہ انسانیت کی اعلیٰ قدریں دل کی صفائی کے ساتھ وابستہ ہیں اور مذہب کی حکومت بھی دل پر ہی ہوتی ہے۔ مذہب چاہتا ہے کہ ہر انسان کا دل پاک و صاف ہو۔ اُس کے خیالات درست ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ جب دل صاف ہو گیا اور درست طور پر کام کرنے لگ گیا تو تمام جوارح جو دل کے تابع فرمان ہیں خود بخود بگڑ ہی سے بچ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام پیشوایانِ مذاہب ہمیشہ اس اہم امر کی تعلیم اپنے پیروؤں کو دیتے رہے ہیں اور اسی پُرحکمت مضمون پر مشتمل حضرت اقدس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا پُر لطف ارشاد ہے کہ:

اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً
اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ
وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ
کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔

پوشیدہ نہ رہے کہ جسمِ انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا بھی ہے۔ اگر وہ درست رہے تو سارا جسم ہی درست رہتا ہے۔ لیکن اُس کے بگڑنے سے سارے جسم کا نظام بگڑ جاتا ہے۔ سنو وہ "دل" ہے اسی اہمیت کے سبب مذہب انسانی دل پر حکومت کرتا ہے۔ اور وہ بتاتا ہے کہ خدا نے یہ انسان کے فائدے کے لئے رکھی ہے اسی وجہ سے لوگ مذہبی قوانین کی نہایت شوق سے پابندی کرتے ہیں۔ مگر ظاہری قانون کی خلاف ورزیاں روزانہ بیسیوں قسم کے رستے پیدا ہو جاتے ہیں بلکہ خود قانون بنانے والے قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا ہو گا کہ خدا کا قانون لانے والے نے خود اُس کی خلاف ورزی کی۔ کبھی آپ لوگوں نے نہیں سنا ہو گا کہ حضرت موسےٰ، حضرت عیسےٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں قانون تو لائے۔ مگر اُسے خود توڑ ڈالا۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس امر پر شاہد ہے کہ انہوں نے اپنی زندگیاں اس قانون کے مطابق بسر کیں۔ لیکن دنیاوی قانون بنانے والے خود قانون کی خلاف ورزی کر اُٹھتے ہیں۔ بعض دفعہ اس خیال کے ماتحت کہ کانسٹیبل کہاں کھڑا ہو گا اپنی موٹر بغیر لیمپ جلائے لئے چلے جاتے ہیں اور بعض دفعہ پکڑے بھی جاتے ہیں لیکن کیا شرعی قانون کے رکھ قانون لانے والوں نے کبھی خلاف ورزی کی۔ پس شریعت کی حکومت تمام دوسرے قوانین پر بلکہ انسانی قلوب پر ہے۔ ظاہری قانون کا انسانی دل پر کوئی اثر نہیں وہ صرف ظاہری افعال پر حکم لگا سکتے ہیں نہ کہ انسانی ارادوں اور نیتوں پر۔ اسی بناء پر قانون دان عدالت میں روزانہ بحث کرتے ہیں کہ فلاں شخص نے قتل کا ارادہ تو کیا۔ یا چوری کا ارادہ تو کیا مگر اُس کا قتل یا چوری کرنا ثابت نہیں۔ لیکن اس کے بالمقابل شریعت یہ کہتی ہے کہ جب کسی نے کسی فعل کا پختہ ارادہ کر لیا اور اس کے لئے طریق سوچنے شروع کر دیئے تو وہ فعل اس سے سرزد ہو گیا۔ چاہے ظاہری وہ فعل واقع ہو یا نہ ہو۔ شریعت ایسے انسان کو یہ کہتی ہے کہ وہ توبہ کرے کیونکہ اس نے اپنی روح کو بیمار کر لیا۔ ظاہری قانون نے بھلا دل پر کیا اثر کرنا ہے۔ پس جب ظاہری قانون شرعی قانون کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو وہ شریعت کا قائم مقام کیونکر ہو سکتا ہے۔ واقعہ یہی ہے کہ اگر دُنیا میں مذہب نہ ہوتا تو آج نیکی بالکل مفقود ہو جاتی۔

—— (۲) ——

مذہب کا بڑا استون خدا کی ہستی پر ایمان اور یقین ہے۔ اگرچہ دنیا میں بیشمار مذاہب ہیں اور اُن کی تعلیمات میں بڑا اختلاف بھی ہے لیکن اس اختلاف کے باوجود خدا کی ہستی پر اعتقاد سب اہلِ مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیتا ہے۔ اس طرح مذہب پر یقین رکھنے والے لوگ خواہ کسی ملک یا قوم یا نسل کے ہوں وہ خواہ کسی خطۂ زمین کے باشندے ہوں۔ اس نقطۂ مرکزی پر سب متحد ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح ایک عالمگیر اخوت کی بنیاد نکل آتی ہے ——— اس کے برعکس لامذہبیت نے آج جو بڑا تحفہ دیا ہے وہ نیشنلزم کا ہے جو دُنیا کو ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہونے دیتا۔ ایک کہتا ہے میں جرمن ہوں دوسرا کہتا ہے میں روسی ہوں تیسرا کہتا ہے میں چینی ہوں جاپانی ہوں، امریکن ہوں انگریز ہوں وغیرہ وغیرہ۔ یہ حب الوطنی کا غلط جذبہ ہے جس کے نتیجہ میں اس کے نام پر آج ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ہلاکت خیز سامان زیادہ سے زیادہ مقدار میں جمع کئے جا رہے ہیں۔

یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ لوگوں نے کہہ دیا کہ ہمیں خدا کی ضرورت نہیں۔ ہم اپنے لئے آپ قانون بنائیں گے جب قانون بنانے لگے تو ہر طبقہ نے اپنے مفاد کو مقدم کر لیا اور دوسروں کے حقوق غصب کئے۔ جو سہولیات اپنی قوم کو دیتے ہیں دوسروں کو دینے کے لئے قطعاً تیار نہیں۔ انہیں اپنی قوم سے اُنس کہ دُنیا میں کسی سے کوئی ہمدردی نہیں۔ جس قدر دعوے ہیں سب اُوپر اُوپر کی لیپا پوتی ہے۔ اس لئے کہ جب ان لوگوں نے اُس درمیانی کڑی سے ہی منہ موڑ لیا جو جمیع بنی آدم کو ایک رشتہ میں پرو دیتی ہے۔ اور سب کو خدا کا کنبہ بنا دیتی ہے تو پھر نہ حقیقی ہمدردی رہی اور نہ ہی سچے طور پر باہمی خیرخواہی کا جذبہ ہی پیدا ہوا۔

مذہب انسان کو اس سے اُوپر اُٹھاتا ہے۔ اور حضرت اقدس بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں کہتا ہے کہ

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ
الْخَلْقِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی
عِیَالِہٖ

کہ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے اس لئے خدا کو وہی پیارا ہے جو اُس کے کنبہ کے جمیع افراد کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔

اس لئے مذہب کے نزدیک انسانوں کے درمیان طبقاتی یا ملکی یا نسلی امتیاز روا رکھنا مناسب نہیں۔ بنی آدم سب کے سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں اس لئے دینوی منافع میں سب کے مساویانہ حقوق ہیں ان میں کسی کو نہ تو جائز حقوق سے محروم کیا جا سکتا ہے اور نہ دوسروں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جا سکتا ہے۔

—— (۳) ——

یہ مذہب ہی ہے جس نے انسان کو پست اور نیچے مقام پر کھڑا کیا ہے بلکہ اس کے سامنے بہت بلند آدرش رکھا گیا ہے مذہب کہتا ہے کہ خدا نے انسان کو غیر محدود ترقیات کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس زندگی کے بعد اُس کو لامحدود ترقیات کے لئے ایک اور زندگی ملنے والی ہے۔ البتہ یہ زندگی بطور بیج کے ہے کیونکہ جو کچھ اس زندگی میں انسان کرے گا اُسی کے مطابق اس کی آئندہ ترقی کی رفتار دھیمی یا تیز ہو گی۔

حیات بعد الممات (یعنی اس زندگی کے بعد کی زندگی) کا نظریہ پیش کر کے مذہب نے انسان کے لئے اپنے اعمال پر اُس کے نفس سے گویا ایک کنٹرولر بٹھا دیا۔ تا انسان کا راہوارِ عمل اِدھر اُدھر بھٹکنے نہ پائے اور ہر آن بازپرسی کا خوف اُسے صحیح لائن پر چلنے کے لئے آمادہ کرتا رہے۔ آج دُنیا کی بے راہ روی اور مطلق العنانی کی بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ انسان کے دل سے اس بات کا خوف قطعی طور پر محو ہو چکا ہے کہ کوئی وقت ایسا بھی آنے والا ہے۔ جب میرے عملوں کا مجھ سے محاسبہ ہو گا۔ اگر اُسے محاسبۂ اعمال کا خوف ہوتا تو اُس کے اعمال میں یقیناً سنجیدگی پیدا ہوتی اور اپنی زندگی کو بامقصد بنانے کی طرف توجہ کرتا!!

پس انسان کی انسانیت اُس سے تقاضا کرتی ہے کہ اُس کے اعمال زیادہ ذمہ دارانہ طریق سے سرزد ہوں اور اس انداز پر چلیں جو اُس کی زندگی بامقصد گذرے اور یہ صورت مذہب کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی!!

درخواستِ دُعا

خاکسار کے والد صاحب محترم حضرت مرزا برکت علی صاحب (جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب میں سے ہیں) ایک عرصہ سے بیمار ہیں اب کمزوری بہت بڑھ گئی ہے جملہ احباب سے نہایت دردمند دل کے ساتھ اپنے پیارے والد صاحب محترم کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار مرزا منور احمد درویش قادیان

خطبہ جمعہ

یورپ میں ایک خلا پیدا ہو چکا ہے اسے پُر کرنا اور غلبہ اسلام کیلئے کوشش کرنا ہمارا فرض ہے

اِس ذمہ داری کو نباہنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے ہم خود معرفت اور عرفان کے بلند مقام پر قائم ہوں

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے اور ہمیں اسلام کو غالب کرنے اور دین کی کچھ خدمت کی توفیق دے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۶۷ء

تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا:۔

میں نے دوستوں کو بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے

یورپ کے مختلف ممالک میں

نہایت ہی اخلاص رکھنے والی، خدا اور اس کے رسول سے محبت رکھنے والی، دینِ اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دینے والی جماعتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ یورپ میں جس ملک میں میں گیا ان دوستوں سے ملاقات کے علاوہ باہر کے بعض ملکوں سے بھی احمدی وہاں آئے ہوئے تھے ان سے ملنے اور ان سے باتیں کرنے اور ان کو سمجھنے کا بھی موقعہ ملا امریکہ سے قریباً نو احمدی مرد اور عورتیں کوپن ہاگن یا لنڈن آئے۔ اسی طرح ماریشس سے بعض احمدی لنڈن پہنچے ہوئے تھے بعض ملنے کی خاطر اور وہاں کی تقریبات میں شمولیت کے لئے، اسی طرح نائیجیریا سے بھی مقامی دوست وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ اور بعض دوسرے ملکوں کے احمدی بھی وہاں آئے ہوئے تھے۔ ان کو مل کے بھی طبیعت نے بڑی خوشی محسوس کی اور اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ادا کیا کہ ان ملکوں کے رہنے والوں کے دلوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے اور اپنے رسول کے لئے بڑی ہی محبت پیدا کر دی ہے۔

امریکہ سے جو دوست کوپن ہاگن پہنچے تھے

ان میں سے ایک کے تاثرات تو وہاں کے بلیٹن میں شائع ہو گئے ہیں۔ اس نے بہت کچھ وہاں کے حالات سے متاثر ہو کر لکھا ہے۔ تحریک جدید میں بھی وہ بلیٹن پہنچ گئی ہے۔ ان کو چاہیئے کہ وہ الفضل کے ذریعہ بھی اس قسم کے تاثرات کو جماعت کے دوستوں کے سامنے رکھیں۔ وہاں کی لجنہ کی پریذیڈنٹ بھی آئی ہوئی تھیں وہ لنڈن پہنچی تھیں۔ بعد میں کوپن ہاگن جا کر انہوں نے مسجد دیکھی۔ مجھے ان کا خط ملا ہے کہ مسجد دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نہایت ہی خوبصورت گھر اللہ تعالیٰ کا ڈنمارک میں بن گیا ہے۔ چونکہ لنڈن یا انگلستان کی جماعتیں زیادہ تر پاکستانیوں یا اردو بولنے والوں پر مشتمل ہیں اس لئے میں ان سے زیادہ تر اردو میں مخاطب ہوتا رہا۔ جو تقریرات کے کھانے کے موقعہ پر انگریزی میں میں نے کی۔ اس میں صرف مرد شامل تھے مستورات مدعو نہ تھیں۔ اس لئے صدر لجنہ اماء اللہ امریکہ اس میں شامل نہ ہو سکتی تھیں۔ ایک دن جمعرات کو مجھے کہنے لگیں کہ کئی دن سے ہم آئے ہوئے ہیں تقاریر میں شامل ہوتے ہیں۔ لیکن ہم نے انگریزی زبان میں کوئی چیز نہیں سُنی کہ ہم کچھ تو اپنے ملک میں لے کر جائیں۔ کل کے خطبہ میں آپ کچھ انگریزی میں بھی کہیں۔ چنانچہ ان کی خواہش اور ضرورت کو دیکھتے ہوئے اور یہ سوچ کر بہت سے اور دوست بھی ہوں گے۔ یہاں جو باہر سے آئے ہیں اور بڑی محبت اور پیار سے آئے ہیں۔ ایسی زبان میں بھی بات کرنی چاہیئے کہ وہ سمجھ سکیں اور ان کے دلوں کو تسلی ہو سکے۔ میں نے وہ خطبہ سارا انگریزی میں دیا تھا اور بتانے والوں نے مجھے بتایا کہ سارے خطبہ کے دوران اس بہن کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے اس کے بعد وہ مجھے ملیں۔ گھنٹہ سوا گھنٹہ میں نے ان دونوں بہنوں کو وقت دیا۔ جو امریکہ سے آئی ہوئی تھیں۔ مختلف مسائل ان کو سمجھائے بعض

انتظامی معاملات کے متعلق

انہوں نے بعض باتیں مجھے بتائیں اور ان کا حل میں نے انہیں بتایا اس وقت بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کے جسم کا ذرہ ذرہ اپنے اللہ پر فدا ہونے کے لئے تیار ہے اس قسم کا اخلاص ان لوگوں میں پیدا ہو چکا ہے۔ اسی طرح جو ماریشس سے آئے ہوئے تھے ان کی بھی یہی حالت تھی نائیجیریا کے مقامی دوست جو وہاں پہنچے تھے۔ ان میں سے ایک وہ ہیں جو

طلباء کی فیڈریشن کے وائس پریذیڈنٹ

یعنی نائب صدر ہیں۔ ان کے صدر بھی احمدی ہیں لیکن ایک چھوٹا سا حصہ کسی وقت آج سے کافی عرصہ پہلے (حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کی بات ہے) علیحدہ ہو گیا تھا لیکن علیحدہ ہونے کے باوجود اپنے عقائد میں وہ پختہ ہیں۔ نظام میں وہ علیحدہ ہو گیا۔ ان کے ساتھ یہ (صدر ان کا) جا شامل ہوا۔ میں نے اس کو کہا (نائب صدر کو) کہ تم اپنے صدر کو اپنی طرف کھینچو اس کو سمجھاؤ مسائل۔ کہنے لگا میں نے ان سے بہت باتیں کی ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ بس مجھے پتہ نہیں کیا ہوا۔ عدم علم کی بناء پر میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا ہوں۔ اب حقیقت مجھ پر ظاہر ہو گئی ہے۔ اب آہستہ آہستہ انہیں چھوڑ کے جو چیز حقیقی احمدیت اور اسلام ہے اس کی طرف واپس لوٹ آؤں گا۔

تو ان نوجوانوں کے دل میں بھی محبت ہے۔ اسلام اور احمدیت کی۔ اور ان کے ذہنوں میں نور ہے۔ اسلام عقلی دلائل اور براہین نقلی بنا کر نور پیدا کرتے ہیں۔ وہ نور ان کی عقلوں میں ہے اور خدا اور رسول کے لئے محبت کے جو جذبات ایک مسلمان کے دل میں پیدا ہو سکتے ہیں وہ جذبات ان لوگوں کے دلوں میں ہیں

بڑی ہی مخلص جماعتیں پیدا ہو چکی ہیں

اللہ تعالیٰ نے اس وقت آسمان سے کچھ ایسے سامان پیدا کئے ہیں کہ جن ملکوں کو میں نے دیکھا ہے اور امریکہ وغیرہ جن کے متعلق میں نے باتیں سُنیں اس سے میں اس یقین پر قائم ہو گیا ہوں کہ ان ملکوں میں عیسائیت ختم ہو چکی ہے۔ وہ چیزیں جو میں نے وہاں دیکھیں بادہ باتیں جو آج خود پادری کہتے ہیں اور اخباروں میں شائع کرتے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ عیسائیت یقینی طور پر مٹ چکی ہے۔ ان کا ذکر تفصیل کے ساتھ تو انشاء اللہ کسی اور موقع پر بیان کروں گا بار بار سامنے وہ دو رتوں کی شکل میں احمدیوں کے سامنے بھی اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے سامنے بھی آ جائیں گی اور عیسائیوں کے سامنے بھی آ جائیں گی۔ ان کے اپنے مونہوں سے نکلی ہوئی باتیں جو ثابت کرتی ہیں کہ عیسائیت ختم ہو چکی ہے اُس دُنیا کے سامنے تو آ چکی ہیں اور اس دُنیا کے سامنے یعنی ہمارے ملکوں میں اپنے وقت پر پیش کر دی جائیں گی۔ اس وقت میں یہ حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں کہ عیسائیت ان ملکوں میں مر چکی ہے اور ایک خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ اس خلا کو پُر کرنا۔ اسلام کے غلبہ کے لئے دعا اور کوشش کرنا یہ ہمارا کام ہے کیونکہ اس خلا کو سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب پُر نہیں کر سکتا۔ اور اگر عیسائیت دور ہو اور اُن کی جگہ ایک دوسری ظلمت لے لے تو اس سے انسانیت کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ اگر انسان نے ابدی صداقتوں سے استفادہ کرنا ہے تو یہ ضروری ہے کہ جھوٹ کی جگہ سچ لے۔ یہ ضروری ہے کہ اندھیرے کی جگہ روشنی لے۔ یہ ضروری ہے کہ ظلمت کی جگہ نور لے۔ یہ ضروری ہے کہ بتوں کی محبت کی جگہ اللہ تعالیٰ کی محبت قائم ہو۔ اور یہ سوائے اسلام کے نہیں ہو سکتا۔ اور

یہ جماعت احمدیہ کی ذمہ داری ہے

کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جماعت کے قیام کی غرض ہی یہ ہے

گمشدہ معرفت کو دُنیا میں پھر سے قائم کیا جائے تو ہم پر بڑی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان ممالک میں جو خلاء پیدا ہو رہا ہے اس خلاء کو اسلام کے ذریعہ سے۔ اس خلاء کو قرآن کریم کے دلائل و براہین سے اس طرح بھر دیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے پُر کر دیں تا شیطان پھر کبھی ان فضاؤں میں داخل ہونے کی جرأت نہ کر سکے۔

اس ذمہ داری کو نباہنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم خود توحید کے ایک اعلیٰ اور ارفع مقام پر قائم ہوں ضروری ہے کہ ہم خود معرفت اور عرفان کے یقینی مقام پر قائم ہوں۔ یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے نفسوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ یہ ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کے علوم سے اچھی طرح واقف ہوں کہ اس کے بغیر ہم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے۔

ان ذمہ داریوں کو نباہنے کے قابل بننا ہمارے لئے ضروری ہے کیونکہ

اللہ تعالیٰ محض زبان کے دعووں کو پسند نہیں کرتا

قرآن کریم نے منافقوں کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو صرف زبان سے دعوے کرتے ہیں اور ان دعووں کے بعد جو ذمہ واریاں ان پر عائد ہوتی ہیں ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی مخلص مومنوں کے ساتھ جہاد پر جانے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہوتے تو ایک اخلاص رکھنے والے ایک ایثار رکھنے والے مسلمان نے جو جہاد کے لئے تیاری کی تھی یہ لوگ بھی اسی طرح اس کے لئے تیاری کرتے مگر یہاں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ دعوے تو ہے لیکن اس کے لئے تیاری نہیں۔

جب تلوار سے دشمنِ اسلام، اسلام پر حملہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مومن سے کہا کہ جتنی طاقت تمہیں ہے۔ جتنے مادی سامان تم اکٹھے کر سکتے ہو کرو اور میرے اس دشمن کا مقابلہ کرو میں تمہیں کامیابی عطا کروں گا اور خدا نے جو کہا وہ پورا کیا۔ آج اسلام کے مقابلہ میں جھوٹے دلائل، غلط باتیں، ہر قسم کا افتراء اور بہتان اعتراضات نفرت کے جذبات کو اُکھارنا۔ دجل کے تمام طریقوں کو استعمال کرنا۔ یہ وہ ہتھیار ہیں جو اسلام کے خلاف استعمال کئے جا رہے ہیں۔ ان کا آج ہم نے مقابلہ کرنا ہے

ان کا مقابلہ تلوار سے یا مادی سامانوں سے نہیں ہو سکتا۔ غلط دلائل کا مقابلہ سچے دلائل سے کیا جا سکتا ہے۔ دجل کے اندھیروں کا مقابلہ الٰہی رضا کے نتیجہ میں جو نور حاصل ہوتا ہے اس نور سے کیا جا سکتا ہے

تو اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے ایثار اور فدائیت کا دعوےٰ کرنا۔ یا عزم کا اظہار زبان سے کر دینا یہ کافی نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی (یا مستثنیٰ منافقین کہ جن کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے کہ دعویٰ ہے مگر تیاری نہیں ہے۔ اب منافقین کے گروہ کے علاوہ)

ساری جماعت کو تیار ہونا پڑے گا

ہر قسم کی قربانیاں دینے کے لئے۔ اور ہم جو ذمہ دار ہیں ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم جماعت کو تیار کریں۔ یہ عظیم موقع اشاعتِ اسلام اور دینِ حق کے غلبہ کا اللہ تعالیٰ نے آسمانی فیصلوں کے ذریعہ اور فرشتوں کے نزول کے ساتھ پیدا کر دیا ہے۔ ہمارے سامنے میدان خالی پڑا ہے ہم نے آگے بڑھنا ہے دلائل کے ہتھیار لے کر۔ ہم نے آگے بڑھنا ہے نور کی شمعیں ہاتھ میں لئے ہوئے۔ ہم نے آگے بڑھنا ہے توحیدِ خالص کی جو کرنیں جسموں سے پھوٹتی ہیں۔ جب توحیدِ خالص ایک دل میں قائم ہو جاتی ہے۔ ان کرنوں کے سہارے اور اس کے لئے ہمیں خود کو اور جماعت کو تیار کرنا ہے۔

اس کی تیاری کے لئے تفصیلی منصوبے تو انشاء اللہ تعالیٰ اور اس کی توفیق سے میں اپنے وقت پر بیان کروں گا ممکن ہے کئی خطبات دینے پڑیں لیکن اصولاً میں اس وقت یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنی عادتیں بدلنی پڑیں گی۔ آپ کو بہت سی بد عادات جو آہستہ آہستہ ہم میں نفوذ کر گئی ہیں۔ ان کو چھوڑنا پڑے گا۔ آپ کو ذہنی طور پر

اس بات کے لئے تیار ہونا پڑے گا

کہ اگر اسلام کی ضرورت ہمیں پکارے کہ اپنا سب کچھ چھوڑ دو اور آؤ اور اس ضرورت کو پورا کرو تو جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اسلام کی آواز سُن کر سب کچھ چھوڑ کر میدانِ جہاد کی راہ لی تھی اسی طرح ہم بھی اس آواز پر اپنا سب کچھ چھوڑ کر اسلام کی خاطر اور اسلام کی اشاعت کے لئے اور توحید کے قیام کے لئے وہاں پہنچ جائیں جہاں ہماری ضرورت محسوس کی

جائے۔ ... ذہنیت بھی پیدا کرنی پڑے گی۔ ... اس وقت بڑا چوکس بھی رہنا پڑے گا۔ کیونکہ جیسا کہ کہا گیا ہے ظلمت کے ساتھ نور کی یہ آخری جنگ ہے۔ اور ظلمت خاموش نہیں رہے گی وہ ہم پر باہر سے بھی حملہ آور ہوگی اور اندر سے بھی ہم پر حملہ آور ہوگی۔ وہ منافقوں کے ذریعہ جماعت کے اتحاد کو پاش پاش کرنے کی کوشش کرے گی۔

جو رپورٹیں میرے تک پہنچ رہی ہیں

ان میں سے بعض اس طرف بھی اشارہ کر رہی ہیں کہ بعض لوگ یہ کہتے سُنے گئے ہیں اب تو کوئی چارہ نہیں رہا۔ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کا اتحاد قائم نہ رہے بلکہ جس طرح دوسرے لوگ منتشر اور پراگندہ ہیں اسی طرح یہ جماعت بھی منتشر اور پراگندہ ہو جائے۔ اسلام دشمنی تو اس سے ظاہر ہوتی ہے ان کی۔ لیکن انہوں نے اپنی جگہ پر سوچنا ہے اور ہم نے ان طریقوں پر کام کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ ہمیں بتائے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے

جماعت نے اتحاد کا اتنا حسین مظاہرہ کیا ہے

کہ بہر حال مخالف اس کو پسند نہیں کرتا۔ نہ کر سکتا ہے۔ وہ رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے گا اندرونی فتنوں کے ذریعہ سے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ہے ظلمت جو ہے وہ بیرونی حملوں کو بھی تیز کرے گی۔ لیکن آسمان سے فرشتوں کا نزول ہو چکا ہے اور عیسائیت دُنیا سے ختم ہو چکی ہے۔ عیسائیت اب اس بات کے ماننے پر مجبور ہو گئی ہے کہ اگر ایک شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ مسیح خدا نہیں تھا تب بھی عیسائی ہی رہتا ہے اگر اس کا عقیدہ یہ ہے کہ بائیبل الہامی کتاب نہیں تب بھی عیسائی ہی رہتا ہے۔ اگر اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حضرت مریم کنواری نہیں تھیں اور مسیح بن باپ نہیں تھے تب وہ عیسائی ہی رہتا ہے اگر جتنے عقائد ہیں عیسائیت کے ہر کوئی شخص ایک ایک کر کے چھوڑتا چلا جائے تب بھی وہ عیسائی رہتا ہے۔ اگر مسیح کو کوئی عیسائی (نعوذ باللہ) بااخلاق انسان نہ سمجھے تب بھی وہ عیسائی ہی رہتا ہے لیکن صرف یہ فقرہ ابھی منہ سے نہیں نکالتے کہ عیسائیت دُنیا میں باقی نہیں رہی۔ اس دُنیا میں جن ممالک میں ذکر کر رہا ہوں یعنی یورپ اور امریکہ میں

پس آسمان سے فرشتے نازل ہو چکے اور انہوں نے عیسائیت کو ان ملکوں سے مٹا دیا۔ اب ہمارا کام ہے کہ ہم اپنی انتہائی کوشش کر کے

خدائے واحد کے جھنڈے ان ملکوں میں گاڑ دیں

یہ ہے ہماری ذمہ داری!!! اور اس ذمہ داری کے نباہنے کے لئے جس حد تک ہمیں استطاعت ہو اس حد تک تیاری کرنا ہمارا فرض ہے اور ان فرائض کی طرف مختصراً میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں اور خصوصاً دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کوئی طاقت اور کوئی استطاعت اور کوئی اثر و رسوخ نہیں رکھتے اور نہ ہمارے پاس وسائل ذرائع اور تدبیر کے مادی سامان اتنے ہیں جتنے وسائل کی آج ہمیں اپنی عقل کے مطابق ضرورت محسوس ہو رہی ہے لیکن ہمارا رب تمام طاقتوں کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ تمام علوم کے خزانے اس کے پاس ہیں۔ کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ کوئی طاقت اس کے مقابل پر ٹھہر نہیں سکتی۔ اگر ہم دعا کے ذریعہ اس کے فضل کو جذب کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو صرف اسی صورت میں ہم کامیاب ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں پس بہت دعائیں کرو۔ بہت دعائیں کریں۔ دعائیں کرتے ہوئے تھکیں نہ۔ ماندہ نہ ہوں کہ صرف دعا کے ذریعہ سے ہمیں وہ چیز مل سکتی ہے جو آج ہمیں اپنے فرائض پورا کرنے کی توفیق دے سکتی ہے۔ اور اپنے مقصد کے حصول کی توفیق دے سکتی اور ہمیں کامیاب کر سکتی ہے۔ اور اس کے بغیر ہمارا کوئی چارہ ہی نہیں۔

پس

دعائیں کریں۔ دعائیں کریں دعائیں کریں

کہ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے کہ آخری فیصلہ جو مقدر ہو چکا ہے آسمانوں پر ظلمت اور نور کے درمیان وہ فیصلہ ہماری زندگیوں میں ہماری آنکھوں کے سامنے نافذ ہو جائے۔ اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خدمت کی کچھ توفیق عطا کرے اور اپنی رضا کے عطر سے ہمارے اندر اس قدر خوشبو پیدا کر دے کہ یہ زمین اور وہ آسمان اس خوشبو سے معطر ہو جائیں اور فرشتے ہم پر درود بھیجنے لگیں۔ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْق۔ (الفضل ۱۹؍۱۱؍۶۷)

ڈنمارک کی مسجد نصرت جہاں کو غیر معمولی طور پر بہت مقبولیت حاصل ہوئی ہے

میں احمدی مستورات کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کیلئے انکی قربانیوں کو قبول فرما لیا

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ انہیں اس سے بھی بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کرنے کی توفیق دے آمین

مورخہ ۔ ار ستمبر کو بعد نماز عصر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے ہال میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں حضور کے سفر یورپ سے کامیاب و بامراد مراجعت پر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ لجنہ اماء اللہ ربوہ اور ناصرات الاحمدیہ کی طرف سے سپاسنامے پیش کئے گئے ۔ ان سپاسناموں کے جواب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خطاب فرمایا اس کا متن الفضل سے نقل کر کے ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔

تشہد ۔ تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

سب سے پہلے تو میں تینوں ایڈریسوں پر جو پیش کئے گئے ہیں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ۔ لجنہ اماء اللہ ربوہ اور ناصرات الاحمدیہ کا

شکریہ ادا کرتا ہوں

شکریہ سے میرا دل لبریز ہے مگر جس شکریہ سے میرا دل لبریز ہے ۔ وہ اپنے رب کے لئے ہے ۔ جس کی حمد میرے روئیں روئیں سے پھوٹ کر باہر نکل رہی ہے ۔ نصرت جہاں مسجد کے افتتاح کے ساتھ کہ جس کے لئے میں کوپن ہاگن گیا ۔ یہ مقصد بھی میرے پیش نظر تھا کہ جس غرض کے لئے مساجد تعمیر کی جاتی ہیں ۔ اس غرض سے بھی ان ممالک کے بسنے والوں کو روشناس کرایا جائے ۔ یہ مسجید

بہت سے پہلوؤں سے بڑی اہمیت رکھتی ہے

زمانہ کے لحاظ سے اس کو دو خلافتوں نے گھیرا ہوا ہے ۔ دعاؤں کے لحاظ سے ابتدا میں جب اس کی بنیاد رکھی گئی یعنی جب اس کے لئے چندہ جمع ہونا شروع ہوا اس نے ہمارے محبوب امام حضرت مصلح موعود رضی اللہ اللہ عنہ کی دعائیں لی تھیں اور جب یہ مکمل ہوئی یا جب یہ تکمیل کے دور میں سے گذر رہی تھی اس وقت خلافت ثالثہ کی دعائیں اس کے ساتھ تھیں پھر جس رنگ میں اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کو قبولیت عطا کی ہے اس کی مثال بھی دنیا میں بہت کم ملتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے رب نے آسمان کے فرشتوں سے کہا کہ زمین پر اترو اور اس مسجد کی مقبولیت دلوں میں بٹھاؤ ۔ پہلے دن سے ہی ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلم اسے دیکھنے کے لئے آتے رہے ۔ اور بعض ہفتوں یہ سلسلہ جاری رہا ۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس کثرت سے عیسائی لوگ اس مسجد کو دیکھنے کے لئے آتے تھے کہ جن دوستوں کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ آنے والوں کا استقبال کریں ۔ انہیں مسجد دکھائیں ۔ ان کا شکریہ ادا کریں ۔ اور جاتے وقت ان کے ہاتھ میں وہ دو ورقہ دے دیں ۔ جو اس غرض کے لئے پہلے سے ڈینش زبان میں شائع کرایا گیا تھا ۔ وہ ناکافی ہو جاتے تو عیسائی بچے ہمارے مہمانوں کا استقبال کرتے انہیں مسجد میں لاتے انہیں مسجد دکھاتے اور جب وہ واپس جاتے تو وہ عیسائی بچے ہی انہیں ہاتھ میں

اسلام کا پیغام

یعنی وہ دو ورقہ پہنچا دیتے

پھر قریباً سب اخبارات نے جو ڈنمارک سے چھپتے ہیں اور بعد کی رپورٹ کے مطابق جو سویڈن اور ناروے میں بھی چھپتے ہیں ۔ انہوں نے اس مسجد کا تذکرہ اپنے اخبارات میں کیا اور اس پر مضامین لکھے ۔ بعض رسالوں نے تو پورا ایک صفحہ مسجد کی تصاویر پر اور اس مضمون پر صرف کیا جو انہوں نے اس کے بارہ میں لکھا ۔ پھر ریڈیو کے ذریعہ

اس مسجد کا ذکر دنیا کے کونہ کونہ میں پہنچ گیا

اس کے علاوہ ٹیلی ویژن پر مسجد کا افتتاح کروڑوں باشندوں نے دیکھا ۔ اور نہ صرف یورپ کے کروڑوں باشندوں نے دیکھا بلکہ جس بات سے مجھے بہت خوشی ہوئی وہ یہ ہے کہ سعودی عرب میں بھی افتتاح کی فلم ٹیلی ویژن پر دو دفعہ دکھائی گئی (بعد کی اطلاع کے مطابق مصر میں بھی دکھائی گئی)

لوگوں کے دلوں میں اس مسجد کی محبت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس قدر پیدا کی کہ ہال کے لارڈ میئر نے کہا کہ ہم آپ کے ممنون ہیں کہ آپ نے ہمارے علاقہ میں ایک مسجد تعمیر کی ہے اور ہمیں یہ یقین ہے کہ باہر سے آنے والے لوگ جو سیاحت کرتے ہوئے ہمارے علاقہ میں پہنچیں گے وہ اس مسجد کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوں گے تصاویر اس مسجد کی اتنی لی گئیں کہ ان کا اندازہ کرنا مشکل ہے ۔ ہزاروں کیمروں کی آنکھیں اس مسجد پر پڑیں اور ہزاروں کیمروں کے سینوں نے اس مسجد کا حسین نقش اپنے اندر ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا ۔ اور ہزاروں گھروں میں وہ

تصاویر ایک لمبے عرصہ تک محفوظ رہیں گی

اور وہ لوگ اور ان کے بچے انہیں دیکھا کریں گے ۔ اتنی مقبولیت اس مسجد کو حاصل ہوئی کہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے اور مسجد کی مقبولیت ایک ایسی چیز ہے ۔ اگر صرف یہی ہو کہ اینٹیں دیکھیں یا سیمنٹ کی تعمیر دیکھی اور اس سے محظوظ ہوئے ۔ اصل چیز تو مسجد کی روح ہے اور مسجد کی روح نے بھی

لوگوں میں ایک انقلاب عظیم

پیدا کیا ۔ میں نے افتتاح سے پہلے ہر قوم

پر یہ اعلان کیا تھا کہ قرآن کریم کے مطابق

اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ

مساجد اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں ۔ ہم عاجز بندے بطور نگران کے ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں ۔ اسلام نے مسجد کا دروازہ ہر شخص کے لئے کھلا رکھا ہے جو خدائے واحد کی پرستش کرنا چاہتا ہے اور نیک نیتی کے ساتھ اور ہر قسم کے شر سے پاک ہو کر اس مسجد میں داخل ہونا چاہتا ہے ۔ اس اعلان کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیسیوں بچوں نے اگرچہ یہ عمر ناسمجھی کی ہے ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہو کر نماز ادا کی ۔ اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ سینکڑوں عیسائی مردوں اور عورتوں نے ہماری دعا اور نماز کے وقت اس عبادت میں اس طرح شرکت کی کہ وہ بھی سر جھکا کر اس نماز کے وقت دعا کرتے رہے ۔ بعد ایک شخص نے اخبار میں لکھا کہ اس روز ہمیں عبادت کا جو مزہ آیا وہ ہمیں کسی اور جگہ نہیں ملا ۔ غرض مسجد کی روح بھی ان لوگوں پر روشن ہوئی اور ان کے دلوں کو جذب کیا ۔ انہیں خدائے واحد کی طرف متوجہ کیا ۔ اسلام کا پیغام سننے کے لئے انہیں تیار کیا اور لاکھوں آدمیوں کے دلوں میں جو ڈنمارک میں رہتے ہیں یہ جستجو پیدا کی کہ ہمیں اسلام کے متعلق مزید واقفیت حاصل کرنی چاہیئے ۔ ہمارے دورہ کے بعد اس وقت تک وہاں پانچ بیعتیں ہو چکی ہیں اب یہ تعداد ۸ تک پہنچ چکی ہے ۔ ان بیعت کرنے والوں میں ایک کیتھولک نوجوان بھی شامل ہیں اور دو سکنڈے نیویا میں پہلے کیتھولک نوجوان ہیں جن نے اسلام اور احمدیت کو قبول کیا ہے اور ہمارے امام کمال یوسف بہت خوش ہیں کہ کیتھولک عیسائیوں کے لئے بھی جو اپنے مذہب میں بڑے کٹر ہوا کرتے ہیں اسلام کا دروازہ کھل گیا ہے ۔

مسجد نصرت جہاں یورپ کے تمام ملکوں کی مدد کے لئے قائم ہوئی ہے ۔ اور اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ یہاں لوگوں کی روحانی مدد کے لئے موجود ہوں ۔ وہ قیامت تک قائم رہیں گی انشاء اللہ ۔ اس مسجد نے ان لوگوں کے دلوں کو اپنا گرویدہ کر لیا ۔ ان کے دلوں میں جو

محبت قائم کی اور ان کے دلوں کو اپنے رب کی طرف رجوع کرنے پر مجبور کیا اور ان کی روحوں میں ایک ہلکی سی روشنی کی چمک پیدا کی جس کے نتیجہ میں ہم امید رکھتے ہیں کہ ایک دن اسلام کی پوری روشنی بھی ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے گی۔ اور وہ اپنے رب کو پہچاننے لگیں گے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جو تمام دنیا کے محسنِ اعظم ہیں کے جھنڈے کے سایہ تلے جمع ہو کر اس آتشیں تباہی سے محفوظ ہو جائیں گے کہ جس سے انہیں ڈرایا گیا ہے۔

وہاں میں نے یہ نظارہ بھی دیکھا

کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں جو درخت یورپ میں لگائے تھے ان کے شیریں پھل پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر بڑا ہی خوش ہوا اور میں نے اپنے رب کی بڑی ہی حمد کی۔ وہاں کی احمدی مستورات میں اس قسم کا اخلاص اور ایثار اور فدائیت اور جاں نثاری کا جذبہ پایا جاتا ہے کہ جس قسم کی فدائیت اور جاں نثاری کا جذبہ ہمارے ملک کی اکثر احمدی مستورات میں پایا جاتا ہے۔ کوپن ہیگن میں ہماری پانچ سات احمدی بہنیں ہیں۔ وہ صبح آٹھ بجے سے لے کر رات کے گیارہ بجے تک جماعت کے کاموں میں مشغول رہتی تھیں اور بڑے شوق سے کام کرتی تھیں۔ اسی طرح زیورک میں ہماری ایک بہن ہے وہ ایک بڑے مشہور نواب کی بیٹی ہیں۔ وہ احمدی ہو چکی ہیں۔ وہ وہاں صبح سے لے کر شام تک نوکروں کی طرح کام کیا کرتی تھیں۔ وہ برتن صاف کرتی تھیں۔ اور کھانے پکانے میں مدد کرتی تھیں۔ وہ اتنی باحیا تھیں کہ نقاب نہ ہونے کے باوجود پردہ میں ہوتی تھیں۔ نظر ہر وقت نیچے کئے ہوئے اور سر ڈھانکے ہوئے۔ ان کے چہرہ پر مجسم حیا کی روشنی چمکتی تھی اور جب وہ بے وقت کام سے فارغ ہو کر گھر واپس جاتی تھیں تو یہ احساس ہوتا تھا کہ ان کی خواہش ہے کہ اگر کوئی اور کام ہوتا تو وہ بھی میں کر دیتی چاہے ساری رات ہی یہاں کیوں نہ گزر جاتی غرض بڑی فدائی احمدی بہنیں وہاں پیدا ہو چکی ہیں۔ ۷ - آسے تعلق رکھنے والی ایک عیسائی عورت نے مجھ سے زیورک میں سوال کیا کہ ہمارے ملک میں

آپ اسلام کو کیسے پھیلائیں گے

میں نے اُسے کہا کہ دلوں کو فتح کر کے۔ اس جواب سے وہ بہت متاثر ہوئی اور اس نے کہا کہ میں یہ فقرہ ٹیلی ویژن پر دہرانا چاہتی ہوں۔ جب میں ٹیلی ویژن پر آپ کا انٹرویو لوں تو آپ یہ فقرہ دہرائیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ آپ یہ سوال کر دیں اور میں جواب میں اپنا یہی جواب دُہرا دوں گا۔ کوپن ہیگن میں جب مجھ سے یہی سوال کیا گیا کہ آپ ہمارے ملک میں کس طرح اسلام پھیلائیں گے تو میں نے کہا کہ یہ سوال مجھ سے زیورک میں بھی کیا گیا تھا اور میں نے اس کا یہ جواب دیا تھا کہ دلوں کو فتح کر کے اس مجلس میں ایک بڑی باوقار صحافی عورت بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے یہ جواب سُن کر بڑے وقار سے پوچھا کہ آپ ان دلوں کو کیا کریں گے کیا؟ میں نے اُسے جواب دیا کہ ہم انہیں پیدا کرنے والے رب کے قدموں پہ جا رکھیں گے اس جواب کا اس پہ اتنا اثر ہوا کہ پریس کانفرنس کے بعد بھی وہ کئی گھنٹے وہاں ٹھہری رہی۔ اس نے ہمیں نماز پڑھتے دیکھا۔ کئی گھنٹے وہ ہمارے دوستوں سے باتیں کرتی رہی اور اس نے کہا میں واپس جا کر اس ملاقات، مسجد اور پریس کانفرنس کے متعلق اپنے اخبار میں فوراً ایک مضمون لکھوں گی

غرض

وہاں کی احمدی مستورات انمول ہیں

ان میں اتنی روحانیت پیدا ہو چکی ہے اتنا اخلاص ان میں پیدا ہو چکا ہے کہ وہ آپ میں سے بہتوں کے لئے بھی قابلِ رشک ہیں۔ جو غیر تھے ان پر مسجد کا اثر تھا۔ ان کے اندر اس مسجد کی وجہ سے اور پھر اس کے افتتاح کی وجہ سے اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ ایک ایسا مذہب ہے جس کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ میں جب ان تمام واقعات پر غور کرتا ہوں اور سوچتا ہوں تو میں اس نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ مسجد نصرت جہاں کی تعمیر اور اس کے افتتاح کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور میں اپنے رب سے یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ آپ کی اس حقیر کوشش کو قبول کرتے ہوئے اس میں اتنی برکت ڈالے گا کہ اس کے نتیجہ میں ہزاروں نہیں لاکھوں آدمی اسلام کی طرف مائل ہوں گے اور اسلام کو قبول کریں گے۔

یہ مسجد دو راہے کی حیثیت رکھتی ہے۔ یا دو راہے کا جو چوک ہوتا ہے اس کی حیثیت رکھتی ہے۔ ابتداء اس کی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ سے ہوئی اور تعمیر کی تکمیل خلافت ثالثہ کے دور میں ہوئی۔

ہم نے اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو اس سفر کے دوران بارش کے قطروں سے بھی زیادہ کثرت کے ساتھ نازل ہوتے دیکھا اور ہمارے دل اپنے محبوب اور اپنے مقصود رب کی حمد سے اس قدر لبریز ہیں کہ دُنیا کی کوئی زبان ان کا اظہار نہیں کر سکتی۔ ویسے تو

اللہ تعالےٰ کے انعامات

اپنے بندوں پر ہمیشہ ہی اتنے ہوتے ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن بعض وقتوں میں یہ انعامات اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ جس طرح موسلا دھار بارش ہوتے وقت آسمان سے قطرے برستے ہیں اس سے بھی کہیں زیادہ اللہ تعالےٰ کے فضل نازل ہو رہے ہوتے ہیں۔ جب ہم مسجد میں افتتاح کے لئے داخل ہوئے تو وہاں سینکڑوں مسلمان موجود تھے اور مسجد میں اور اس کے احاطہ میں کثرت سے وہ لوگ تھے جو ابھی اسلام نہیں لائے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سارے کے سارے اللہ تعالےٰ کے فضلوں سے متاثر ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کے یہ انعامات ہم پر بہت سی باتیں واجب کرتے ہیں جیسے حمد اور شکر ہیں۔ ہمیں ہر وقت اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اس کی حمد کے ترانے گاتے رہنا چاہیئے کہ اس نے محض اپنے فضل سے اپنے ناچیز بندے کی حقیر پیشکش کو قبول کر لیا اور میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ یہ فقرہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی اس پیشکش کو قبول فرما لیا ہے۔ اس لئے میں سلسلہ کا امام ہونے کی حیثیت میں

آج آپ کو مبارکباد دیتا ہوں

اس دعا کے ساتھ کہ جس نے اپنے فضل سے آپ کو ان قربانیوں کی آج سے پہلے توفیق عطا کی ہے وہ آئندہ بھی آپ کو اپنی راہ میں ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے کی توفیق عطا کرتا چلا جائے تا قیامت کے دن جب خدا کے پیارے بندے خدا کے حضور جمع ہوں تو آپ بھی ان صحابیات میں شامل ہوں جنہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں دُنیا میں بے شمار قربانیاں اور فدائیت اور ایثار کے نمونے پیش کئے۔ جن کی وجہ سے اُن کا رب راضی ہوا اور وہ اپنے رب کی رضا پر راضی اور خوش۔ آج ہمیں ان ذمہ داریوں کو نباہنے کے لئے جو ہم پر عائد ہوتی ہیں عہد کرنا چاہیئے اور یہ عزم کرنا چاہیئے کہ ہم کبھی شکست اور ناامید نہیں ہوں گے بلکہ جب بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربانیوں کی ضرورت ہو گی تو نہ صرف مال کی قربانی۔ نہ صرف جان کی قربانی نہ صرف وقت کی قربانی۔ نہ صرف جذبات کی قربانی بلکہ حقیقی قربانیاں جو بھی آپ سوچ سکتی ہیں سب قربانیاں اس راہ میں پیش کر دیں گی اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد یہ سمجھیں گی کہ ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ عاجزی اور تواضع اور نیستی کے اس مقام کو نہ چھوڑیں گی۔ جس عاجزی تواضع اور نیستی کے مقام پر ہمیں ہمارا رب دیکھنا چاہتا ہے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہم محض اللہ کے بندے اور بندیاں ہیں۔ اپنی ذات میں ہم کچھ بھی نہیں۔ ہم لاشئی محض ہیں۔ نہ ہم میں کوئی طاقت ہے نہ ہم میں کوئی خوبی ہے نہ ہم میں کوئی مہارت ہے نہ ہمارے پاس اثر و رسوخ اقتدار ہے نہ ہم میں استطاعت ہے نہ ہم میں مقبولیت ہے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ لیکن اس کم مائیگی اور نااہلیت کے باوجود اللہ تعالےٰ جو ہر چیز کا مالک ہے اپنے بندوں کو اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ وہ انہیں اپنی نگاہ میں ایک بلند مقام عطا کرتا ہے وہ اُن سے پیار اور محبت کا سلوک کرتا ہے اور جسے اللہ تعالےٰ کا پیار اور محبت اور عزت مل جائے۔ اس کو اگر اس جہان کی ساری چیزیں بھی دے دی جائیں تو وہ اُن کو پرے پھینک دے گا اور کہے گا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ میں نے جو پانا تھا پا لیا ہے

جب سفر کا پروگرام بنا

تو میرے دل میں بڑی گھبراہٹ تھی ایک طرف میں اس سفر کی ضرورت کو دیکھتا تھا اور میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ میں مستورات کی طرف سے دی گئی قربانی کے نتیجہ میں جو مسجد تعمیر ہوئی ہے اس کا

انتہائی خودکشوں اور ربوبیت اقوام کو جھنجھوڑوں اور اپنے رب کی طرف ان کو بلاؤں اور دوسری طرف یہ خیال کرتا تھا کہ میں ایک نہایت ہی ناچیز اور کم مایہ انسان ہوں۔ پتہ نہیں میں اس کام کو پوری طرح ادا بھی کر سکوں گا یا نہیں پس میں نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا اور اس کے حضور سجدہ دعائیں کیں اور اپنے بھائیوں اور بہنوں سے بھی کہا کہ وہ دعائیں کریں تا اگر اللہ تعالیٰ اس سفر کو مبارک سمجھتا ہے اور اگر اس کے نتیجہ میں اس کی برکتوں کا نزول ہونا ہے تو وہ اس سفر کی مجھے توفیق دے اور اس کی اجازت بھی عطا کرے تب میں نے

اس کی محبت کا وہ جلوہ دیکھا

جس کا ذکر تفصیل کے ساتھ میں اپنے ایک خطبہ میں کر چکا ہوں۔ اور جس کا سرور آج بھی میرا دل اور میری جان اور میرا جسم محسوس کر رہا ہے وہ ایک ایسا سرور ہے جو مجھے میری ساری زندگی حاصل ہوتا رہے گا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھ سے جدا نہیں ہوگا اور اس میں جو نمایاں چیز تھی وہ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ تھا جو نورانی الفاظ میں مجھے لکھا ہوا نظر آیا اور جیسا کہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں نے اس جلوہ سے یہ سمجھا کہ گو میں ایک حقیر بندہ ہوں لیکن جس رب سے میرا تعلق ہے وہ تمام طاقتوں والا۔ تمام رفعتوں والا اور تمام برکتوں والا رب ہے اور اللہ نے مجھے یہ وعدہ دیا ہے کہ اگر میں اس سفر کو اختیار کروں تو وہ میرے لئے کافی ہوگا۔ اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہو اس کو کسی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

اس کی تائید میں حافظ مبارک احمد صاحب نے ایک کشف دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ میں نے بیداری کے عالم میں یہ دیکھا کہ ایک بزرگ سفید کپڑوں میں ملبوس میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں باتیں شروع کیں اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ تمہیں پتہ ہے کہ خلیفۂ وقت یورپ کے سفر جا رہے ہیں؟ میں نے کہا۔ ہاں مجھے اس کا علم ہے۔ تب اس بزرگ نے پوچھا کیا انہوں نے اپنے رب سے اجازت لے لی ہے؟ حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ جب اس بزرگ نے مجھ سے یہ بات کہی تو میرے سامنے یہ نظارہ آیا کہ آپ

(یعنی یہ خاکسار) مسجد مبارک میں آئے ہیں اور محراب کے پاس کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں آپ کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب سے اپنے اس سفر پر جانے کی اجازت لے لی ہے اس پر آپ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے اپنے رب سے اجازت لے لی ہے اور اس نے مجھے اجازت دے دی ہے اور اس بشارت کے ساتھ اجازت دی ہے کہ وہ بہت بڑی کامیابیاں عطا کرے گا۔ حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ میں اس بزرگ کے پاس گیا اور اُسے بتایا کہ آپ نے اپنے رب سے اس سفر پر جانے کی اجازت لے لی ہے۔ بعد میں وہ بزرگ مجھ سے عربی زبان میں گفتگو کرتے رہے۔ غرض اس وثوق کے ساتھ کہ میری کوئی نفسانی غرض اس سفر سے تعلق نہیں رکھتی میں نے اس سفر کو اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے وعدہ دیا کہ وہ سفر کے دوران اور بعد میں بھی اپنی برکتیں نازل کرتا رہے گا۔ اور جس کثرت کے ساتھ وہ برکتیں نازل ہوئیں اس سے میرا دل اس کی حمد سے بھر گیا۔ اور ان برکتوں کے نزول نے دُنیا پر ایک دفعہ پھر یہ ثابت کیا کہ ہمارا رب کتنا پیار کرنے والا ہے اور وہ اپنے بندوں کا کتنا پاس کرنے والا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے

اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ سارے سفر کے دوران میں انگلینڈ میں بھی۔ سوئٹزرلینڈ میں بھی۔ ہالینڈ میں بھی۔ کوپن ہاگن میں بھی۔ جرمنی میں بھی غرض جہاں بھی ہم گئے اور جس سے بھی ہمیں واسطہ پڑا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارا خادم ہے ذرا ذرا سی بات کا خیال رکھنے والا ہے اور ہر قسم کی خدمت کے لئے تیار ہے اور یہ الٰہی تصرف تھا اور پھر یہ بھی الٰہی تصرف تھا کہ اس زمانہ میں جب اسلام کے خلاف وہاں بغض اور تعصب انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ انہوں نے میری باتوں کو غور سے سُنا اور شرافت اور صداقت کے ساتھ انہیں اپنے اخبارات میں شائع کیا۔ کسی شخص نے بھی میری طرف کوئی ایسی بات منسوب نہیں کی جو میں نے نہ کہی ہو حالانکہ جو بات میں انہیں کہہ رہا تھا وہ ان کے اعتقادات، مذہب کے مخالف جاتی تھی وہ ان کے اعتقادات اور رسومات پر حملہ تھا۔ گو

انہوں نے میری ساری باتوں کو اپنے اخبار وں میں شائع نہیں کیا بلکہ کسی اخبار نے کوئی بات شائع کر دی اور کسی نے کوئی لیکن میری ساری گفتگو کا جو خلاصہ تھا وہ انہوں نے شائع کر دیا۔ اور وہ خلاصہ یہ تھا کہ اپنے رب کی طرف واپس آؤ۔ اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اسلام کی روشنی سے اپنے آپ کو منور کرو اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جو دنیا کے محسنِ اعظم ہیں ان کے جھنڈے کے سایہ تلے آ جاؤ تا تم ہلاک نہ ہو تو یہ میری وارننگ تھی۔ یہ میرا انذار تھا اور وہ لوگ الٰہی تصرف کے ماتحت مجبور ہو گئے تھے کہ میری اس وارننگ کو، میرے اس انذار کو اپنے اخبارات میں شائع کریں ہمارا اندازہ اس وقت تو لاکھوں کا تھا لیکن بعد میں جو خبریں ملی ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ

کروڑوں آدمیوں تک میری آواز پہنچی

اور کروڑوں آدمیوں نے میری شکل کو دیکھا اور میری زبان سے وہ سُنا جو میں انہیں سُنانا چاہتا تھا۔ اور اگر ہم ایک کروڑ روپیہ بھی خرچ کرتے تو شاید یہ نتائج نہیں نکل سکتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ایک دھیلہ خرچ کئے بغیر یہ نتائج پیدا کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اتنا فضل کیا اور مجھ کو بھی اور آپ کو بھی اتنے نشانات دکھائے (کیونکہ میں اکیلا ان نشانات کا حصہ دار نہیں بلکہ میرے ساتھ ساری جماعت ان نشانات میں حصہ دار ہے) کہ اگر ہم اپنی بقیہ زندگیوں کا ہر لمحہ اگر ہم اپنی ملکیت کا ہر پیسہ اگر ہم اپنی عزتوں اور جذبات کا ہر پہلو اس کی راہ میں خرچ کر دیں تب بھی حقیقت یہ ہے کہ اس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

ہمیں ان ذمہ داریوں کو جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں ہم پر عائد ہوتی ہیں سمجھنا چاہیئے اور ہمیں اپنی نسل کے دلوں میں اپنے پیارے رب کی محبت کو پیدا کرنا اور اس کو بڑھانا چاہیئے اور انہیں اس وثوق اور یقین پر قائم کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر فیصلہ کر دیا ہے کہ ساری دنیا پر اسلام غالب آ جائے گا۔ اس غلبہ کے لئے ہمیں ہر قسم کی قربانی دینی چاہیئے اور اس انعام کے مقابلہ میں ہماری ساری قربانیاں ہیچ ہیں۔ اس لئے ہمیں وہ قربانیاں دے دینی چاہئیں

تا ہم اپنے رب کے پیار کو حاصل کر سکیں۔

کوپن ہیگن میں میں نے

پادریوں سے گفتگو کی

انہوں نے ایک منصوبہ تیار کر کے اور بڑے غور کے بعد بعض سوالات تیار کئے تھے جو وہ مجھ سے پوچھنا چاہتے تھے ان سوالات میں ایک سوال یہ تھا کہ جماعت احمدیہ میں آپ کا مقام کیا ہے۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ تمہارا سوال ہی میرے نزدیک درست نہیں کیونکہ میرے نزدیک جماعت احمدیہ اور میں دونوں ایک ہی وجود ہیں۔ یہ دو نام ہیں ایک وجود کے۔ اور جب میں اور جماعت دونوں ایک ہی وجود ہیں تو جماعت میں میرا مقام کیا ہے۔ یہ سوال درست نہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ خلافت راشدہ کی نعمت جب تک کسی قوم میں قائم رکھی جاتی ہے اس وقت تک یہ دونوں وجود علیحدہ نہیں ہوتے گو جسم دو مختلف ہوتے ہیں لیکن ان کے اندر دل ایک ہی دھڑک رہا ہوتا ہے۔ ان میں آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا سوائے منافق کے دل کے اور منافق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی موجود تھے اور اب بھی ہیں۔ اور وہ الٰہی سلسلوں کے ساتھ ہمیشہ رہتے ہیں۔ ان منافقوں کو اگر ہم چھوڑ دیں تو ساری جماعت اور خلیفۂ وقت دونوں ایک ہی وجود ہیں۔

جب میں اپنے رب کے فضلوں۔ اس کی رحمتوں۔ اس کی نعمتوں کو بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتے دیکھتا تھا تو میں یہ نہیں کہتا تھا کہ اے میرے رب تو نے مجھ پر بڑا فضل کیا۔ میں یہ کہتا تھا کہ اے میرے رب تو نے جماعت پر بڑا فضل کیا ہے۔ تو نے ہم پر بڑا فضل کیا ہے تو جو اپنی رحمتوں سے نواز رہا ہے تو یہ یک جہتی ہے اور ایک ہی وقت میں خلیفۂ وقت بھی یہ سوچ رہا ہے کہ اسلام کو کس طرح غالب کیا جائے اور ساری جماعت بھی یہ سوچ رہی ہے کہ

اسلام کو کس طرح غالب کیا جائے

خلیفۂ وقت بھی یہ سوچ رہا ہے کہ اسلام کے غلبہ کے لئے کن قربانیوں کی ضرورت ہوگی۔ اور ساری جماعت بھی یہ سوچ رہی ہے کہ اسلام کے غلبہ کے لئے کن قربانیوں کی ضرورت ہوگی۔ خلیفۂ

وقت بھی یہ سوچ رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جو کچھ ملا ہے وہ میری اپنی کوششوں کا نتیجہ نہیں اور جماعت بھی یہ سوچ رہی ہے کہ جو کچھ ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ملا وہ ہماری ذاتی کوشش کا نتیجہ نہیں۔ غرض جس جہت سے بھی دیکھیں دونوں ایک ہی وجود نظر آتے ہیں۔ جبتک یہ دونوں وجود ایک رہیں اور یک جہتی اور اتحاد اپنے کمال کو پہنچا رہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی رحمت بارش کے قطروں سے زیادہ نازل ہوتی رہتی ہے لیکن جب وہ قوم جس پر اللہ تعالیٰ اپنی نصرت اور رحمت بارش کے قطروں سے بھی زیادہ برسا رہا ہوتا ہے۔ اگر کسی وقت بدقسمتی سے اس وقت بدقسمتی سے اس میں نفاق کا مرض شدت اختیار کر جائے اور کثرت سے پھیل جائے تو خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے دروازے آہستہ آہستہ بند ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ زور پکڑ جاتے ہیں تو وہ دروازے بالکل بند ہو جاتے ہیں نتیجۃً وہ قوم خدا کے فضل سے محروم ہو جاتی ہے اور ایک اور قوم کھڑی کی جاتی ہے۔ جو یک جہتی اور اتحاد کا نمونہ اور یکجان ہو کر اس کی راہ میں قربانی دینے کی مثال پیش کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے ان دروازوں کو کھول دیتا ہے وہ ان میں داخل ہوتے ہیں اپنے رب سے تعلق پیدا کرتے ہیں اور ان کا رب ان سے راضی ہو جاتا ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اس دنیا میں جنت مل گئی ہے اور یہ وہ جنت ہے جس میں داخل ہو کر ہم محسوس کرتے ہیں کہ جو جنت ہمیں مرنے کے بعد ملے گی وہ کتنی حسین اور پیاری ہوگی کیونکہ ہمارے رب نے ہم سے کہا کہ اس جنت کے سرور کے مقابلہ میں اس دنیوی جنت کا سرور ہیچ نظر آئے گا۔

اس اتحاد اور یک جہتی کو دعاؤں کے ذریعہ اور تدبیر کے ذریعہ سے قائم رکھنا ہمارا فرض ہے اور منافق کے حملوں سے جماعت کو محفوظ رکھنا اور محض اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سے محفوظ رکھنا ہمارا کام ہے۔ کیونکہ جس وقت منافق اندرونی حملوں میں کامیاب ہو جاتا ہے اور جماعت کے شیرازہ کو بکھیر دیتا ہے۔ اس وقت آسمانوں کا رب اس سلسلہ کو کہتا ہے کہ ایک ایسے وجود پر میں نے رحمتیں نازل کرنی تھیں جو وجود اتحاد خلافت اور جماعت یکجان ہو کر بناتی ہے۔ اب چونکہ تم اور امام وقت ایک نہیں رہے۔ اسلئے تمہارے لئے آسمان سے میری رحمتیں نازل نہیں ہونگی

ہم پر امید رکھتے ہیں کہ

ان بشارتوں کی روشنی میں

جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے دیں یہ رحمتیں ہم پر آئندہ بھی نازل ہوتی رہیں گی اور ہم یہ دعا کرتے ہیں اور دعا کرتے رہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہمیں نفاق اور افتراق سے بچائے رکھ اور اے ہمارے رب اب کبھی ایسا نہ ہو کہ تیرے پیار کی نگاہ بدل جائے اور غضب کی نگاہ ہم پر پڑنی شروع ہو جائے۔ اور یہ سوچ کر کہیں ہماری غلطی کی وجہ سے ایسا ہو نہ جائے۔ ساتوں کو نیند حرام ہو جاتی ہے اور یہ وہ خوف ہے جو ایک مومن کے دل میں ہمیشہ رہتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک رجا اور امید بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا رحم اور فضل کرنے والا ہے ہم اس کے فضلوں کو آسمان سے نازل ہوتا دیکھتے ہیں اور اس سے ہمارے دل اس یقین سے بھر گئے ہیں کہ وہ ہم پر اپنا فضل کرتا رہے گا۔ وہ ہمیں اپنی رحمتوں سے نوازتا رہے گا

یہ بھی ایک ذمہ داری ہے کہ بچوں کی تربیت ایسے رنگ میں کی جائے کہ منافق شیطان کا کوئی حملہ کبھی ہمارے خلاف کامیاب نہ ہو۔ تدبیر کے نتیجہ اور دعاؤں کے ذریعہ اپنے رب سے نصرت اور مدد حاصل کی جائے اور اپنے رب کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کیا جائے جس کے بغیر زندگی کا کوئی مزہ نہیں۔ یورپ کے سفر میں اس کے متعلق ایک سوال کے جواب میں میں نے ایک عورت کی مثال دی تھی۔ ایک سوال مجھ پر ہوا کہ ایک سچے عیسائی اور ایک سچے مسلمان میں کیا فرق ہے تو میں نے جواب دیا کہ ایک سچا مسلمان اپنے رب سے ایک زندہ تعلق رکھتا ہے اور اس فقرہ کو سمجھانے کے لئے میں تمہیں ایک مثال دیتا ہوں جیسا کہ میں نے ایک احمدی بہن کی مثال دی جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ہی رات میں تین بشارتیں ملیں اور میں نے کہا کہ اس قسم کی ایک مثال بھی عیسائی دنیا میں نہیں مل سکتی۔ اس پر سوال کرنے والی خاموش ہو گئی۔

غرض کوپن ہیگن کی مسجد کو جسے الٰہی منشاء کے مطابق مسجد نصرت جہاں کا نام دیا گیا ہے اللہ

پیغام صلح کی حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش

از محترم محمد حمید الحق صاحب مجاہد امرتسری تیغ مغلپورہ لاہور

گزشتہ دنوں اخبار بدر قادیان میں لکھا گیا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ قرآن مجید کسی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا جو حضور نے ازالہ اوہام میں بیان فرمائی ہے "بدر" کے جواب میں مدیر پیغام صلح نے تین اقساط میں حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے اور دبے الفاظ میں اعتراف کر لیا ہے کہ حقیقت یہی ہے کہ جو کچھ اخبار "بدر" نے تحریر کیا ہے۔ مثلاً بدر میں لکھا گیا تھا

"سورہ صف اور سورہ جمعہ کی ان آیات میں مسلّمہ طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا ذکر ہے ان کی ایسے رنگ میں تفسیر کی گئی ہے کہ پڑھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ جس انسان نے مسیح موعود بن کر آنا تھا وہ ابھی تک نہیں آیا بلکہ کسی آئندہ زمانے میں آئے گا۔ چاہئیے تو یہ تھا کہ پیغام صلح ثابت یہ کرتا کہ ترجمہ قرآن میں ان آیات کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں مگر یہ کہیں نہیں لکھا کہ مدیر پیغام صلح کو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ وہ انگریزی الفاظ تحریر کرے جس میں لکھا ہو کہ "سورہ صف اور سورہ جمعہ کی جن آیات سے مفسرین نے یہ مراد لیا ہے کہ علیہ السلام کی جس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے مسیح موعود آئے گا وہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ آپ قیامت تک یہ الفاظ نہیں دکھا سکتے۔ مولوی محمد علی صاحب نے تو سارے قرآن میں پوری کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر تک نہ آنے پائے سارا ترجمہ قرآن پڑھ جائیے آپ کو کہیں نظر نہیں آئے گا کہ مسیح موعود آ گیا ہے اور وہ حضرت مرزا علیہ السلام ہیں۔

پھر بدر میں یہ بھی لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے۔ اس کے برخلاف مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ترجمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش باپ کے ذریعہ بتائی ہے اور ذرا بھی پرواہ نہیں کی کہ حضور کے صریح عقیدہ کے یہ خلاف ہے اس پر مدیر پیغام لکھتے ہیں

"حضرت مسیح موعود بن باپ ولادت کے قائل ہیں یہ صحیح ہے لیکن حضرت مسیح موعود نے باباپ ماننے والوں کو کب برا کہا ہے۔" (پیغام صلح ۱۴ اکتوبر)

کسی نے سچ کہا ہے کہ ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

معلوم ہوتا ہے کہ مدیر صاحب پیغام کو احمدیہ لٹریچر پر غور کرنے کا حقیقۃً نہیں ملا بلکہ اس سلسلہ میں وہ بالکل ناواقف ہیں۔ موصوف نے احمدیہ لٹریچر پڑھا ہوتا زیادہ نہیں تو کم سے کم اپنی انجمن کا شائع کردہ تو یہ لکھنے کی جسارت نہ کرتے کہ حضرت مسیح موعود نے باباپ ماننے والوں کو کب برا کہا ہے۔ سنئے حضور فرماتے ہیں:

(۱) "ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ تھے اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں نیچری جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا باپ تھا وہ بڑی غلطی پر ہیں ایسے لوگوں کا خدا مردہ خدا ہے ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بے باپ پیدا نہیں کر سکتا ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں"۔ (ملفوظات احمدیہ شائع شدہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور جلد اول صفحہ ۲۳۵)

(۲) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ پیدا کر کے خدا نے بنی اسرائیل کو متنبہ کیا کہ بباعث شامت اعمال کیونکر اس سلسلہ کو ختم کیا جاتا ہے اور دو باتوں کا تم نے خود اعتراف کیا ہے اول یہ کہ خدا نے انکو بدون باپ پیدا کیا جو یہ کہتا ہے کہ ان کا باپ ہے وہ خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑنا چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے اس نشان کو جو اُنکی پیدائش میں رکھا ہوا ہے بے حقیقت کرتا ہے"۔ (ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۲۸۸)

پس مندرجہ بالا حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے بڑی برکتوں کا موجب بنایا ہے اور اس سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قربانیوں کو قبول کیا ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ ان فضلوں اور رحمتوں کے دیکھنے کے بعد جو خدا تعالیٰ آپ پر اور جماعت پر نازل ہو رہی ہیں ان سب کو نباہنے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے۔ اس کے بعد حضور نے حاضرین و حاضرات سمیت اجتماعی دعا کرائی۔ (الفضل ۸/۱۲)

"الحق" کی ناحق گوئی

رسالہ "الحق" حیدرآباد کے مضمون کا مدلل جواب

(از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد)

(۴)

مضمون نگار فکر و نظر کے زیر عنوان آگے لکھتے ہیں:۔

"احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ مسیح موعود اور مہدی موعود دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہوں گی مگر مرزا صاحب کی دھاندلی دیکھئے ان دونوں شخصیتوں کو اپنی ہی ذات میں سمو لئے" (ص ۱۸)

انہوں نے اپنے اس دعوے کو کہ مسیح اور مہدی دو الگ الگ شخصیتیں ہیں صرف یہ کہہ کر ادھورا چھوڑ دیا ہے کہ یہ بات احادیث سے ثابت ہوتی ہے۔ اس دعویٰ کی تصدیق میں نہ کوئی حدیث پیش کی ہے نہ کسی قسم کی اور تشریح۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں آنے والے مسیح موعود و مہدی معہود کو ایک ہی شخصیت قرار دیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یوشك من عاش منكم
ان يلقىٰ عيسىٰ ابن مريم
اماماً مهدياً و حكماً عدلاً

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۴۱۱)

یعنی قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ ہوں گے وہ عیسیٰ بن مریم سے ملاقات کر سکیں جو امام مہدی اور حکم و عدل بن کر آئے گا۔

اس ارشاد نبوی میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں آنے والے مسیح موعود کو امام مہدی کے نام سے پکارا ہے۔

(۲) نیز ایک حدیث میں یوں مروی ہے
لا المهدى الا عيسىٰ۔

(ابن ماجہ باب شدة الزمان)

یعنی سوائے عیسیٰ کے کوئی اور مہدی نہیں۔ مطلب یہ کہ مہدی اور مسیح ایک ہی وجود ہوں گے۔ اس حدیث کا راوی محمد بن خالد الجندی ہے اور اس سے حضرت امام شافعیؒ نے روایت کی ہے اور ابن معین نے اس راوی کو ثقہ قرار دیا ہے (دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۱۴۴)

ان ہر دو احادیث سے اظہر من الشمس ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں کی تجدید و اصلاح کے لئے آنے والے شخص دو حیثیتوں کے مالک ہوں گے یعنی وہ مسیح بھی ہوں گے اور مہدی بھی ہوں گے

مضمون نگار لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب نے اپنے مسیح موعود ہونے کے ثبوت میں چاند و سورج گرہن والی جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ صحاح ستہ سے خارج ہے۔ اور اس حدیث کی حیثیت اہل علم سے پوشیدہ نہیں ...... یہ مطلب لینا یعنی اس ماہ میں چاند گرہن کے بعد سورج گرہن ہوگا۔ تحریف غالین اور تاویل الجاہلین کی بدترین مثال ہے۔ اس فقرے کو پڑھ کر بے اختیار زبان سے نکل گئے کہ ؎

دل رہے جوشِ جہالت خوب دکھلائے ہیں رنگ
جھوٹ کی تائید میں حملے کریں دیوانہ وار

جب حضرت مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا تو اس زمانہ میں علماء کہلانے والوں اور مضمون نگار کے قماش کے لوگوں نے یہی شور مچایا تھا کہ ابھی تک چاند اور سورج کا گہن نہیں ہوا جو مہدی کی علامات کے طور پر رسول کریم صلعم نے بیان فرمایا تھا لہٰذا یہ مدعی مہدی و مسیح (نعوذ باللہ) کاذب اور مفتری ہے۔

لیکن جب آپ کے اس دعوے کے تین سال بعد یہ علامت اپنے وقت پر یعنی ۱۳۱۱ھ بمطابق ۱۸۹۴ء میں رمضان کے مہینہ میں اور مقررہ تاریخوں میں پوری ہو گئی اور آپ کے دعوے پر آسمان نے مہر تصدیق ثبت فرما دی تو ان ہی مخالفوں نے شور مچانا شروع کیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ وضعی ہے!! سچ ہے وکانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به کہ اس (موعود کے آنے سے) قبل وہ کا نزول پر غلبہ چاہتے تھے لیکن جب وہ موعود شخص آ جاتا ہے تو یہی لوگ اسے پہچاننے سے گریز کرتے ہیں اور اس کا انکار کر دیتے ہیں!!

مذکورہ حدیث جو امام مہدی کی علامت کے طور پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے اپنے وقت پر نہایت شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ علامت کا ظاہر ہونا اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ علامت کو غلط ثابت کرنا اس کے لئے بہت بڑے دل گردے کی ضرورت ہے۔ مضمون نگار نے اس حدیث کی صحت پر ضرب لگائی ہے "اس حدیث کی صحت کے لئے" اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ یہ وقت مقررہ پر نہایت شان و شوکت کے ساتھ پوری ہو چکی ہے

اس حدیث کو دار قطنی نے نقل کیا ہے جو خود اتنے بڑے عالم اور علم حدیث میں یگانہ اور بلند پایہ کے محدث تھے کہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں قال الدار قطنی یا اهل بغداد لا تظنوا

انّ احدًا يقدر ان يكذب
علىٰ رسول الله وانا حيّ (ص ۲۵ حاشیہ)

کہ دار قطنی نے کہا ہے کہ اے اہل بغداد یہ خیال نہ کرو کہ کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی حدیث منسوب کر سکتا ہے جبکہ میں زندہ ہوں۔

نیز یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب میں پائی جاتی ہے۔

(۱) دار قطنی جلد ۱ ص ۱۸۸ (۲) فتاوی حدیثیہ حافظ ابن حجر مطبوعہ مصر ص ۳۱
(۳) احوال الآخرة حافظ محمد لکھوکے ص ۲۳ مطبوعہ ۱۳۰۵ھ
(۴) حجج الکرامہ ص ۳۴۴ (۵) عقائد الاسلام ص ۱۸۳ مطبوعہ ۱۲۹۲ھ
(۶) اقتراب الساعة نواب صدیق حسن خان صاحب مطبوعہ ۱۳۰۱ھ
(۷) اکمال الدین ص ۳۲۸ وغیرہ

غرض کہ بقول مضمون نگار اس حدیث کی حیثیت اہل علم سے پوشیدہ نہیں لیکن افسوس کہ مضمون نگار جیسے اہل علم کے نزدیک ہی یہ خود بخود نکل گئی!

اب مذکورہ صاحب "فکر و نظر" اپنے مضمون میں ایک نیا اور انوکھا انکشاف فرما رہے ہیں ملاحظہ ہو۔

"اللہ سے براہ راست شرف تکلم سوائے موسیٰ کے کسی نبی و رسول کو حاصل نہیں ہوا حتیٰ کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی اللہ تعالیٰ نے براہ راست مکالمہ نہیں فرمایا۔ مسلمانو! غور کرو کہ جو شرف حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہ ہوا ہو وہ اس کاذب مدعی نبوت نے حاصل کر لیا۔ ایک طرف تو اللہ پر بہتان دوسری طرف حضور اکرم سے بھی زیادہ برگزیدہ ہونے کا مدعی۔ دجل و فریب کی بھی کوئی حد ہے! اگر تو اتباع رسالت و فیضان نبوت کا الاپا جاتا ہے اور ساتھ تو اپنی برتری کا۔ (ص ۱۹)

اس فقرہ میں جس قسم کی زبان کا استعمال اور اپنی گندی طینت کا اظہار کیا گیا ہے اس پر قلم اٹھانا کیچڑ پر پتھر پھینکنے کے مترادف ہے۔ اس لئے واذا مرّوا باللغو مرّوا كراماً کے مطابق گریز کیا جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے جو انکشاف فرمایا ہے اور اس انکشاف کے ذریعہ حضرت ختم المرسلین وسید الانبیاء وسرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اس پر خاموشی اختیار کرنا غیرت ایمانی کے خلاف ہے

انہوں نے نہایت دیدہ دلیری سے یہ کہا ہے حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے شرف تکلم حاصل نہیں ہوا۔

اصل میں مضمون نگار اپنی کم علمیت اور جہالت کی بنا پر اتنی بڑی غلطی کے مرتکب ہو گئے ہیں بیچارے کو کلام الٰہی کے اقسام اور اس کے طریقوں کا علم ہی نہیں۔ لیکن افسوس کہ اس قدر جہالت کے باوجود بے امور میں اپنی علمیت کا اظہار کرنے کی خواہ مخواہ "تکلیف گوارا فرما رہے ہیں"!!

میں ان کے ازدیاد علم کی خاطر ایک قرآنی آیت کی طرف ان کی توجہ کو مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں خدا تعالیٰ نے کلام الٰہی کے طریقے اور اقسام بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ
اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ
اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ

ما یشاء (الشوریٰ آیہ ۵۲) یعنی کسی بشر کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ خدا تعالیٰ اس سے وحی کے سوا یا پردے کے پیچھے ہونے کے سوا کسی اور صورت سے کلام کرے۔ یا اللہ کی طرف فرشتوں میں سے) رسول بھیجے جو اس کے حکم سے جو کچھ وہ چاہے بات پہنچا دیں"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بندہ سے کلام کرنے کے تین طریقے بیان فرمائے ہیں (۱) پہلا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام بندے پر بغیر کسی واسطہ کے نازل ہو (۲) دوسرا طریق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الفاظ نازل نہ ہوں بلکہ مضمون کو تعبیر طلب امثال میں یا تعبیر طلب نظارہ میں دکھایا جائے۔ ان دو اس آیۃ میں من وراء حجاب کے الفاظ میں سے ادا کیا گیا ہے۔ یعنی اصل مقصد پردے کے پیچھے ہوتا ہے (۳) تیسرا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا کلام فرشتے پر نازل کرے اور فرشتہ بندے تک پہنچا دے۔ (تفسیر صغیر صفحہ ۶۴۴)

ان تینوں اقسام پر خدا تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کلام کیا ہے جس کی تشریح کے لئے یہاں گنجائش نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خدا تعالیٰ کے کلام کرنے کے طریق میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کلام کرنے اور اپنا جلوہ دکھانے کے لئے طور کے پہاڑ پر بلاتا ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ اپنا جلوہ دکھاتا ہے تو پہاڑ اس کی قوت کو برداشت کرنے کی تاب نہ لا کر حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وخرّ موسیٰ صعقًا کہ موسیٰ گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ لیکن ان کے بالمقابل خدا تعالیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی جگہ پر ہمکلام ہوتا ہے۔ یعنی سدرۃ المنتہیٰ سے جہاں تک رسائی کسی انسان کی کیا خدا تعالیٰ کی وحی لانے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام تک کو بھی حاصل نہیں۔ اسی سے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقامات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

پس یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ شرف تکلم صرف حضرت موسیٰؑ کو ہی حاصل تھا حتیٰ کہ حضرت رسول کریم صلعم تک اس شرف سے محروم تھے جہالت پر مبنی ہے!

پھر مضمون نگار کی یہ ہرزہ سرائی کہ "جو شرف حضور اکرم صلعم کو حاصل نہ ہوا ہو (؟) وہ ایک کاذب مدعی نبوت نے حاصل کر لیا" شرف فتنہ انگیزی اور مفسد طبیعت پر ہی دلالت کرتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت واضح الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ

"اس نے (خدا نے) مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلے اللہ علیہ السلام کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵-۲۶)

وہ عاشق رسولؐ جس کی ساری زندگی فنافی الرسول میں گذری اور جس نے عشق محمدی کو اپنے دل و دماغ اور اپنے جسم کے ہر رواں رواں میں بھر دیا اور جس نے یہ کہا تھا کہ

ذکر المصطفیٰ روح لقلبی
و عند المہجتی مثل الطعام

کہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر تو میرے دل کا آرام اور میری جان کے لئے مثل طعام ہے۔

و موتی بسبیل المصطفیٰ خیر میتۃ
فان فزتہا فنشاحشرت بالمقتدیٰ

کہ میری موت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے راستے میں اچھی موت ہوگی اگر میں اس میں مر جاؤں تو اپنے پیشوا کے ساتھ اٹھایا جاؤں گا۔

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمد است

کہ میری جان اور میرا دل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں اور حسن سیرت پر فدا ہے۔ اور میری خاک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی آل کے کوچہ پر نثار ہے!

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

ہر ترگمان و وہم سے احمد کی شان ہے

جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

ایسے عاشق رسول پر اس قسم کا اتہام لگانے والا خدا تعالیٰ کی گرفت سے کبھی بچ نہیں سکتا۔ اور اس کے آگے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

آخر میں مضمون نگار نے اپنے مضمون میں ایک جگہ احمدیوں کو یہ دھمکی دی ہے کہ

"اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ایسے کاذب مدعیان نبوت اسی طرح قتل کر دیئے جاتے جس طرح مسیلمہ کذاب وغیرہ .... مگر اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ شیطان کے کارندے اس فتنہ کو خوب پھیلا رہے ہیں۔ اور نادانوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر جہنم کی راہ پر لئے جا رہے ہیں اہل حق کا فرض ہے کہ اس فتنہ کو مٹانے کی کوشش کریں ....

مضمون نگار کو صرف اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم احمدی اس قسم کی دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں سے مرعوب ہونے والے نہیں۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت اکھاڑ نہیں پھینک سکتی۔ اگر یہ انسان کی قائم کردہ جماعت ہوتی تو کبھی کی تباہ و برباد ہو چکی ہوتی!!

جھوٹے نبیوں اور مفتریوں کو نیست و نابود کرنے کا کام خدا نے خود اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اس کام کے لئے خدا تعالیٰ کو ان "علماء کرام" اور "اہل حق" کی مدد و نصرت کی ضرورت نہیں۔

لیکن اس کے برعکس اپنے ماموروں کی جماعتوں کی حفاظت اور ان کی تائید و نصرت کا ذمہ بھی خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اسلئے ایسی جماعتوں کو دنیا سے مٹانا کسی ملاں یا مولوی کے بس کی بات نہیں! ایسا

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار
اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

چندہ وقف جدید

(کی)

سو فیصدی ادائیگی کرنیوالی جماعتوں کی فہرست زیر ترتیب ہے

جماعت احمدیہ ہندوستان کی جملہ جماعتوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کا جائزہ لے کر وقف جدید کے چندوں کی وصولی کی رفتار کو تیز کر دیں۔ جس قدر وعدہ جات جماعتوں نے ارسال کئے تھے ان کی تکمیل کرنا ان کا اخلاقی فرض ہے کیونکہ مومن کا وعدہ ایسا ہی یقینی ہوتا ہے گویا کہ نقد ادائیگی ہو گئی۔ اس لئے اپنے وعدے کو مومن کا وعدہ ثابت کریں۔

چندہ وقف جدید کی سو فیصدی ادائیگی کرنے والی جماعتوں کی فہرست زیر ترتیب ہے وہ جماعتیں جن کے وعدے سو فیصدی یا اس سے زائد ادائیگی کی اطلاع دفتر میں پہنچ جائے گی یا رقم داخل خزانہ ہو جائے گی ان جماعتوں کے نام صدر و سیکرٹریان مال اعزازی کارکنان وقف جدید کے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دفتر کی طرف سے نومبر کے مہینہ میں پیش کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

احباب کرام اس نادر موقعہ سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا کر مستفیض ہوں

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

اعلان نکاح مکرم میاں ... ابن مکرم مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے تیسرے لڑکے میاں فضل جلیل سلمہ کا نکاح ہمراہ دو ہزار روپیہ مکرم محمد عثمان نور صاحب کی بیٹی ... عزیزہ صبیحہ نور سلمہا

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ارشادات!

(بابت چندہ جلسہ سالانہ)

(۱)

"پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے یہ دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو شروع میں نہیں دیتیں ان کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آتا ہے۔ جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقع ہے۔ اور اجتماع کے موقعہ پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کرتے ہیں"۔

(۲)

"ہمارا جلسہ سالانہ تمام عرسوں، میلوں اور اجتماعوں سے بالکل مختلف ہے۔ اور اس میں حصہ لینا بڑے ثواب کا کام ہے جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ ابھی سے جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ہمارا تجربہ ہے کہ جو جماعتیں جلسہ سے پہلے چندہ دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں۔ اور جو رہ جاتی ہیں وہ رہتی چلی جاتی ہیں"۔

احباب جماعت وعہدیداران کرام سے یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے پیارے امام (رضی اللہ عنہ) کے مندرجہ بالا ارشادات پڑھیں۔ اور اس کی تعمیل میں اپنی ذاتی اور خاندانی اشکلات کے مقابل پر سلسلہ کی مرکزی مشکلات کو مقدم رکھتے ہوئے اور قربانی کا نمونہ پیش کرکے عنداللہ ماجور ہوں

جملہ امراء صاحبان مبلغین کرام اور سیکرٹریان مال کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت اور حلقہ میں وصولی چندہ جلسہ سالانہ کا فوری طور پر جائزہ لیں اور کوشش کریں کہ جلسہ سالانہ سے قبل اس چندہ کی سو فی صدی وصولی ہو جائے۔ تاکہ اجتماع میں شریک ہونے والے مہمانوں کی مہمان نوازی میں کوئی دقت پیدا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ جملہ احباب جماعت کو اپنے فضل سے چندہ جلسہ سالانہ کی اہمیت اور ضرورت کو صحیح طور پر سمجھنے کی اور اس کی ادائیگی کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواست دعا

خواجہ محمد احمد صاحب آڑھتیان جبڑانوالہ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ احباب اُن کی صحت اور کاروبار میں ترقی کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں۔

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے تیسرا لڑکا ۲ اکتوبر عطا فرمایا ہے تمام درویشان قادیان بزرگان سلسلہ سے التجا ہے کہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

نیز میرے والدین کو صحت کے ساتھ کام کرنے والی عمر عطا فرمائے۔

خاکسار محمد ظہور حسن بی۔ اے ناشی ہال منگلے جبلپور راڈیبہ

جبلپور ۲۶ر اکتوبر۔ جموں و کشمیر کے مکھیہ منتری شری غلام محمد صادق نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ جونہی ڈیفنس آف انڈیا رولز ختم کر دیئے گئے۔ شیخ عبداللہ کو رہا کر دیا جائے گا۔ سرکار کا اُن کے جموں و کشمیر میں داخلہ پر کوئی پابندی لگانے کا ارادہ نہیں ہے۔ مجھے پتہ نہیں کہ شیخ عبداللہ کے خیالات میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے یا نہیں۔ لیکن اگر وہ تعمیری سرگرمیوں میں وقت لگائیں گے تو مجھے خوشی ہوگی۔

آج آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے جموں و کشمیر پردیش کانگریس کے صدر [illegible] تامم نے مطالبہ کیا کہ فرقہ پرست جماعتوں پر پابندی لگا دی جائے۔ تمام صحیح الدماغ اور سیکولر لوگوں کو اکٹھے ہو کر دیش سے فرقہ پرستی کا زہر دور کرنا چاہیئے۔ ورنہ نہ جمہوریت اور نہ ہی سیکولرازم ممکن رہے گا۔ آپ نے دیگر صوبوں کے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ جن سنگھ جیسی پارٹیوں کے اس اپرچار پر یقین نہ کریں کہ جموں و کشمیر میں مسلم فرقہ پرستی بڑھ رہی ہے۔ وہ یہ کہانیاں سیکولرازم کے اس گڑھ کو کمزور کرنے کی سازش کے تحت پھیلائی جا رہی ہیں (پرتاپ ۲۸ر اکتوبر)

نئی دہلی ۲۷ر اکتوبر۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اسٹوڈنٹس یونین کے صدر مسٹر بصیر احمد خان اور مسٹر تسنیم احمد سیکرٹری ایکشن کمیٹی نے آج ایک پریس کانفرنس میں بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ سپریم کورٹ کے مابعد فیصلے نے زبردست تشویش پیدا کر رکھی ہے۔ انہوں نے یونیورسٹی سے متعلق قانون بنانے پر زور دیتے ہوئے یونیورسٹی کا مسلم کیریکٹر برقرار رکھنے پر زور دیا ہے۔ ایکشن کمیٹی کے صدر نے اپنے بیان میں کہا ہے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے بارے میں سپریم کورٹ نے حال ہی میں جو فیصلہ دیا ہے۔ اس نے مسلم عوام میں عموماً اور یونیورسٹی کے طلباء میں خصوصاً زبردست فکر و تشویش ظاہر کیا ہے۔

یونیورسٹی بل اس وقت پارلیمنٹ میں پینڈنگ ہے اور یونیورسٹی کا انتظام ۱۹۶۵ء سے عبوری ایکٹ کے تحت چلایا جا رہا ہے۔ جس نے عملاً یونیورسٹی کو جمہوری انتظام اور خود مختاری سے محروم کر دیا ہے۔ اس لئے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ایکشن کمیٹی مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بل پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں پیش کرے اور پرزور اپیل کرتی ہے کہ اس ادارے کے مسلم کیریکٹر کو نہیں بدلا جانا چاہیئے۔

جبلپور ۲۷ر اکتوبر۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی نے آج شام دو ریزولیوشن منظور کئے ہیں جن میں حالیہ فرقہ وارانہ معاملات پر اظہار تشویش کیا گیا ہے دوسرا ریزولیوشن زرعی اصلاحات کے بارے میں ہے۔

کانگریس ورکنگ کمیٹی نے ملک کے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات پر اظہار تشویش کیا اور کہا ہے کہ اس سے ملک کی سالمیت اور ایکتا کو زبردست خطرہ ہے۔ ریزولیوشن میں مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں اور عوام سے کہا گیا ہے کہ ان کا فرض ہے کہ وہ ملک کی سالمیت اور ایکتا کی حفاظت کریں۔

ریزولیوشن میں کہا گیا ہے کہ یہ ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ مختلف فرقوں کے درمیان امن اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی برقرار رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے اور ملک میں امن و انتظام بنائے رکھے۔

نئی دہلی ۲۷ر اکتوبر۔ صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین نے آج دو گھنٹے تک ایک راڈار اسٹیشن اور دہلی کے اردگرد فضائیہ کے چند دیگر یونٹوں کا معائنہ کیا۔ چیف آف ایئر اسٹاف ایئر چیف مارشل ارجن سنگھ کے ہمراہ تھے۔ مغربی فضائیہ کمان کے ایئر آفیسر کمانڈنگ انچیف ایئر وائس مارشل شیودیو سنگھ نے جن کے تحت فضائیہ اسٹیشن کام کرتے ہیں اپنی کمان کے بارے میں اور ملک کی ہوائی دفاع کے لئے قائم فضائیہ کے یونٹوں کے متعلق صدر جمہوریہ کو تفصیل سے آگاہ کیا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین جو کہ ہند کی مسلح افواج کے سپریم کمانڈر ہیں ان یونٹوں کے معائنہ کے بعد ایک ہیلی کوپٹر کے ذریعہ صفدر جنگ ہوائی اڈہ پر واپس آ گئے۔

جبلپور ۲۷ر اکتوبر۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی نے آج یہ فیصلہ کیا۔ بینکوں کو فی الحال قومی ملکیت میں لینے کی بجائے ان پر سوشل کنٹرول کیا جائے۔ آج کی میٹنگ میں وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی وزیر خزانہ مسٹر مرار جی ڈیسائی وزیر خوراک مسٹر جگجیون رام اور وزیر داخلہ مسٹر چوہان نے اپنا نظریہ پیش کیا۔ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کے بعد ایک ترجمان نے بتایا کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے اپنے نئی دلی کے اجلاس میں جو دس نکاتی پروگرام منظور کیا تھا۔ اس سے کانگریس کے ہٹنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ دس نکاتی پروگرام میں بینکوں کا سوشل کنٹرول، عام انشورنس کا قومی ملکیت میں لینا اور سابق ریاستی حکمرانوں کی خصوصی مراعات اور پریوی پرس کا خاتمہ شامل ہے۔

قاہرہ ۲۶ر اکتوبر۔ مصری وزارت ٹرانسپورٹ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ مصر کو پٹرول کی قلت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ کیونکہ مصر کے پاس ابھی کئی ماہ کے لئے تیل کا ذخیرہ موجود ہے۔ مڈل ایسٹ نیوز ایجنسی کی اطلاع کے مطابق سویز آئل کارخانوں پر فائرنگ سے پہلے ہی مصری افسروں نے تیل کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سلسلہ میں ضروری تدابیر اختیار کر لی تھیں۔

واشنگٹن ۲۷ر اکتوبر۔ امریکی کانگریس سے تعلق رکھنے والے خلائی کھوج لگانے والے ماہرین نے کہا ہے کہ ہمیں باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ چین آئندہ جنوری تک اپنا خلائی طیارہ فضائے آسمانی میں چھوڑے گا۔

ماہرین کے نمائندے مسٹر جیمس جی فلٹن نے کہا کہ انہیں ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ چین اپنے پہلے نیوکلیر راکٹ کا کام بہت جلد پایۂ تکمیل کو پہنچانے والا ہے۔ یہ راکٹ خلائی طیاروں کو فضائے آسمانی میں چھوڑنے کے لئے کام میں لائے جائیں گے۔ ماہرین نے کانگریس پر زور دیا ہے کہ وہ خلائی پروگراموں کے لئے مالیات کی فراہمی میں کوتاہی سے کام نہ لے۔